THE AL FAZL QADIAN — ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسمانی شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | اب گیا وقت

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۴۶ | مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۱ء | مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

فہرست

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے گذشتہ پرچہ میں جلسہ پر آنیوالے احباب کے متعلق جو اعلان شائع ہوا ہے ۔ وہ الگ بھی چھاپا گیا ہے ۔ اور مختلف مقامات پر بھیجا گیا ہے ۔ احباب اسکو اچھی طرح تقسیم کریں ۔ اور جو لوگ نہ پڑھ سکتے ہوں ۔ انھیں سنائیں ۔

جلسہ کا پروگرام انشاء اللہ عنقریب شایع کیا جائیگا ۔ جسمیں ۲۹ دسمبر کا نصف دن بھی شامل کیا گیا ہے ۔

نظم

پیغام بحضور امام

(چند روز کے لئے گویکی گیا تھا ۔ یہ نظم وہاں سے لکھکر بھیجی ہے (اکمل))

شام کو پابوسیٔ جاناں کی خاطر جائیے
اور میرا شوق دل اُن سے ذرا کہہ آئیے

اے کہ پروانے لکھی ہیں تیری شمع حسن کے
تجھ پہ سو سو جان سے قربان ہو ہو جائیے

تجھ میں ہے ساری خوشی میرے دل ناشاد کی
کھائیے گر غم کسی کا تو بھی تیرا کھائیے

میری امیدوں کا جلوہ گاہ ہے تیرا مزار
اک حیات تازہ صبح و شام واں سے پائیے

اس کے ذرے ذرے میں ہے طور انوار خدا
ہاں مگر یہ شرط ہے موسیٰ کی آنکھیں لائیے

بیسیوں سجدے تڑپتے ہیں جبین صدق میں
مَیں نماز شوق ادا کر لوں مجھے فرمائیے

اے سر و جان و دلم اُمّی ابی بر تو فدا
روضۂ اقدس میں تھوڑی سی جگہ دلوائیے

رفعت چرخ چہارم اسکے گھراؤ میں ہے
دل کے لٹ گئے اندھوں کو یہ منظر کس طرح دکھلائیے

اکمل مہجور کی ہے عرض شبلی و جنید
میرے بچے ہیں دعا اُن کے لئے فرمائیے

خادم دربار ہوں حاضر پئے ایثار ہوں
اپنے مال و جان سے اسلام کے انصار ہوں

ایام جلسہ میں جماعتیں کہاں کہاں ٹھہرائی جاوینگی

میں ذیل میں وہ فہرست شایع کرتا ہوں جس سے احباب کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ کونسی جماعتیں جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء کے موقعہ پر دار العلوم میں ٹھہرینگی۔ اور کونسی جماعتیں اندرون قصبہ قیام پذیر ہونگی۔ مگر ایسی فہرست دینے سے قبل میں ایک بات عرض کرتا ہوں۔ اور درد دل سے عرض کرتا ہوں احباب درد دل سے ہی سُنیں۔ وہ عرض یہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ بجائے اپنی جماعتوں میں ٹھہرنے کے الگ الگ قیام گاہیں تلاش کرتے ہیں۔ کوئی اپنے واقفوں کے ہاں ٹھہرتا ہے۔ کوئی افسر جلسہ سے فرماتا ہے۔ کہ ہم چند آدمیوں کو الگ جگہ دی جائے۔ غرض ہر شخص چاہتا ہے۔ کہ میں اور میرے چند بامذاق دوستوں کو علیحدہ گوشہ ملے۔ حالانکہ خود دل میں غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر الگ الگ جگہ دی جائے۔ تو منتظمین کو کس قدر تکلیف کا سامنا ہوگا۔ ہر جگہ علیحدہ علیحدہ کارکن مقرر کرنا۔ پانی کے لئے سقے مقرر کرنا۔ صفائی کے لئے خاکروب لگانے۔ وقت پر کھانا پہنچانا کس قدر دقت طلب امر ہے۔ اسواسطے خدا کے واسطے کی یہ درخواست ہے۔ کہ کوئی شخص خواہ وہ کس قدر رتبہ کا ہی کیوں نہ ہو۔ اور خواہ اس کی ذات کیسی نازک کیوں نہ ہوں۔ اس سے التماس ہے کہ وہ اپنی جماعتوں میں ٹھہریں۔ اور بالکل الگ نہ ٹھہریں نہ درخواست کریں۔ گو الگ ٹھہرنے میں لوگ چارپائی وغیرہ کا آرام پاتے ہیں۔ مگر ہم کو سخت وقت کا سامنا ہوتا ہے اور یہ ہے بھی وحدت اور مساوات کے خلاف۔ جہاں اور بھائی کسیر پر اکٹھے سوتے ہیں۔ وہاں ایک شخص کا چارپائی کے لئے یا کسی اور آرام کے لئے الگ جگہ ڈھونڈنا ایثار کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے میں نہایت الحاح سے التماس کرتا ہوں۔ کہ ہر صاحب اپنی جماعت کے کمرہ میں ٹھہریں۔ اس سے خرچ کی بھی کفایت ہوگی۔ اور ہم کو انتظام میں بھی بڑی آسانی ہوگی۔

اب میں ذیل میں جماعتوں کے قیام گاہ کی فہرست درج کرتا ہوں:۔

اندرون قصبہ ٹھہرنے والی جماعتیں

(۱) یو۔پی اودھ۔ روہیل کھنڈ (۲) علاقہ دہلی۔ بلبگڑھ (۳) ضلع سہارنپور و مظفر نگر۔ دیوبند (۴) ضلع گوڑگاؤں و رہتک (۵) ضلع حصار و کرنال (۶) سندھ و بلوچستان (۷) ریاست حیدرآباد و صوبہ مدراس و صوبہ بمبئی (۸) ضلع ڈیرہ غازیخان و ضلع مظفر گڑھ (۹) ضلع پشاور ضلع بنوں و ضلع میانوالی (۱۰) بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ (۱۱) ضلع لاہور (۱۲) ضلع راولپنڈی۔ کیمبل پور و کوہ مری (۱۳) مسوری۔ ڈیرہ دون (۱۴) ہزارہ (۱۵) ضلع فیروزپور (۱۶) ڈیرہ اسمٰعیل خان (۱۷) کوہاٹ (۱۸) ملتان و بہاولپور ٭

وہ جماعتیں جو دار العلوم میں ٹھہرینگی

(۱) ضلع لائلپور (۲) ضلع سیالکوٹ

جلسہ سالانہ

خدا تعالےٰ کے فضل کے ماتحت سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر کے نصف دن تک ہوگا۔ احباب خود شامل ہوں۔ اور دوسروں کو ساتھ لانے کی کوشش کریں ٭

(۳) ضلع امرتسر (۴) ضلع جالندھر و ہوشیارپور (۵) ضلع شاہپور سرگودھا (۶) ضلع جھنگ (۷) ضلع گورداسپور (۸) ضلع جہلم (۹) ریاستہائے پٹیالہ۔ نابھہ۔ کپورتھلہ۔ مالیرکوٹلہ (۱۰) ضلع انبالہ و ضلع شملہ (۱۱) ضلع شیخوپورہ (۱۲) ضلع منٹگمری (۱۳) ضلع گوجرانوالہ (۱۴) ریاست کشمیر (۱۵) لودھیانہ (۱۶) گجرات (۱۷) کالجیٹ

ضروری اطلاع

جن دوستوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تحریک طبع کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پہنچ چکی ہے وہ مطلع رہیں کہ اسمیں شامل ہونے کی آخری تاریخ ۱۵ر دسمبر ۱۹۲۱ء ہے۔ انکو چاہیئے کہ اس تاریخ سے پہلے پہلے اپنی درخواست بھیجدیں ورنہ وہ اسمیں شامل نہ ہوسکینگے۔ جو دوست درخواست کرچکے ہیں انکو روپیہ جلد بھیجدینا چاہیئے۔ والسلام خاکسار رحیم بخش

ناظر تالیف و اشاعت قادیان

اخبار احمدیہ

اعلان چند دن ہوئے۔ خاکسار نے حضرت اقدس کا ارشاد بذریعہ اخبار الفضل احباب کو یاد دلایا تھا۔ کہ ہر احمدی کم از کم ایک شخص کو سال میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش کرے۔ اسکے متعلق نہایت خوشی سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل دوستوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مبارک کام میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرما دے۔ اور ان سے خوش ہو جائے۔ آمین

یہ صرف ان دوستوں کے نام ہیں۔ جنھوں نے اپنی کوششوں کے متعلق خاکسار کو اطلاع دی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اور بھی بہت سے دوست ہونگے۔ جنھوں نے حضرت اقدس کے ارشاد پر عمل کیا ہوگا۔ اور وہ کامیاب ہوئے ہونگے۔ مگر ان کا علم نہ ہونے کی وجہ سے یہاں نام درج نہیں ہو سکا۔

۱۔ خان صاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت فیروزپور۔
۲۔ میاں احمد جان صاحب سکرٹری تبلیغ فیروزپور۔
۳۔ مولوی الٰہ بخش صاحب سکرٹری سبے ہالی۔
۴۔ میاں قدرت اللہ صاحب۔ سکرٹری۔ سنور

والسلام۔ خاکسار رحیم بخش۔

اطلاع ناظرین امور عامہ کو جلسہ سالانہ یا دوسری نظارتوں یا صدر انجمن کے متعلق کاروبار کی بابت تحریرات نہیں بھیجنا چاہیئے۔ بجز اس کے کہ ان کے دفاتر کی کوئی ایسی شکایت ہو۔ کہ ان کے افسران نے توجہ نہ کی ہو۔ اور جواب ہی نہ دیا ہو۔ ایسی صورت میں بہتر تو یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو بذریعہ افسر صاحب ڈاک لکھا جائے۔ میں بھی ایسے خطوط پہنچنے پر افسر صاحب ڈاک کو منتقل کردونگا ٭ ناظر امور عامہ قادیان

ضروری اطلاع برادرم مسٹر باٹ (عبد اللہ دین محمد) جو شہر نیو اورلی اینس میں احمدیہ ایجنسی کھولے ہوئے تھے۔ ایک حادثہ سے گر کر بیمار ہیں۔ اور ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ ایک لمبا عرصہ وہ کام نہ کرسکینگے۔ لہذا کوئی صاحب کاروبار کے متعلق تا اطلاع ثانی ان سے خط و کتابت نہ کریں ٭

محمد صادق عفا اللہ عنہ
از امریکہ۔ یکم نومبر ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۱ء

غیر مبایعین کا رویہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق

غیر مبایع اصحاب نے ضد اور دشمنی کے جذبات کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف جس قدر سخت اور دل آزار الفاظ استعمال کئے اور آپ کے خدام کو جو جو گالیاں دیں۔ ان کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ لیکن نہایت ہی رنج اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی مخالفت کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور وقعت بھی نکل گئی ہے۔ آپ کے صریح اور صاف ارشادات اور احکام کی خلاف ورزی کرنا اور نفسانی خیالات اور خواہشات کو ان پر ترجیح دینا تو معمولی بات سمجھتے ہی تھے۔ جیسا کہ ان کا غیر احمدیوں کے ہاں اپنی لڑکیوں کی شادی کرنا اور گورنمنٹ کی مخالفت کے لئے تحریک سوادیشی میں شامل ہونا ظاہر کرتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعظیمی الفاظ میں ذکر کرنا بھی انہیں گوارا نہیں۔ اور وہ ایسے روکھے پھیکے طریق سے آپ کا نام لیتے ہیں کہ ان کے احمدی ہونے کے دعویٰ پر حیرت آتی ہے اگر یہ لوگ ہر ایک کو مخاطب کرتے ہوئے یہی طریق اختیار کرتے۔ تو خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ آزادی کی ترنگ میں انہوں نے یہاں تک قدم بڑھا لیا ہے۔ کہ کسی کے لئے بھی خواہ ان کے لئے وہ کیسا ہی قابل ادب و تعظیم ہو۔ تعظیمی الفاظ استعمال کرنا انہیں گوارا نہیں۔ اور وہ اپنے کسی معزز اور مکرم کی عزت کرنا آزادی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہے اور وہ ان لوگوں کا جن کی حقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ بڑے چوڑے تعریفی الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔ اور انہیں وہ خطاب دیتے ہیں۔ جن کے وہ قطعاً مستحق نہیں ہوتے۔ اسلئے سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی بھی عزت و توقیر نہیں رہی۔ جتنی دوسرے لوگوں کی ہے۔

قبل ازیں کئی دفعہ دکھایا گیا ہے کہ غیر مبایع اصحاب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیسی کیسی ہتک کی۔ اور آپ کا ذکر کیسے ادنیٰ طریق سے کرتے ہیں اسی قسم کی ایک بالکل تازہ مثال یہ ہے جو ناظرین عاقی الحمل صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر میں پڑھینگے۔

۲۲ر نومبر کے پیغام صلح میں ایک مضمون چھپا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ ماسٹر صادق علی اور مولوی غلام رسول کا مکالمہ۔ نام تو مکالمہ ہے۔ مگر پرچہ صرف اپنا چھاپا ہے۔ اس مضمون میں محمد یمین داتوی جسے سید محمد سرور شاہ صاحب داتوی پاگل کہا کرتے ہیں۔ اور جو حضرت خلیفہ اول کے مقابلہ میں اپنا الہام امیر المومنین محمد یمین پیش کر کے جماعت سے علیحدہ ہو چکا ہے۔ اور جسے نہ کوئی دنیوی وجاہت حاصل ہے۔ اور نہ دینی معلومات، علوم نقلیہ و عقلیہ سے ناواقف اور فہم قرآن و حدیث سے نابلد اسے تو لکھا ہے۔

"حضرت مولوی محمد یمین صاحب داتوی" اور پاکوں کے سردار حضرت احمد مختار سیدنا مسیح موعود علیہ الف الف صلوٰۃ من رب العالمین کو محض "میرزا صاحب"، "میرزا صاحب" سے یاد کیا ہے۔ جس سے ان غیر مبایع لوگوں کی قلبی حالت ظاہر ہو رہی ہے۔ یہاں نبی اور غیر نبی کا سوال نہیں میں تو کہتا ہوں۔ اگر تم لوگ سچے دل سے اس ذات والا صفات کو جسے مالک ارض و سما۔ انت منی وانا منک اور جس کو یحمدک اللہ من عرشہ سے سرفراز کیا اور جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ کہ آسمان سے کئی تخت اُترے۔ مگر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا اور جو فرماتا ہے ان قدمی علیٰ منارۃ ختمت علیہا کل رفعۃ۔ مجدد ہی مانتے۔ بلکہ میں کہتا ہوں ایک مجتہد ہی جانتے تو بھی اس بے ادبی سے نام نہ لیتے۔ کیا سید المعصومین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی مسلمان "قریشی صاحب" کہتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ دلوں سے نور ایماں اُٹھ گیا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ اس شخص کو جو خدا کی قسم اس مقدس و مطہر کی خاک پا کے ایک ذرہ برابر بھی حیثیت و وقعت نہیں رکھتا "حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ" لکھا جائے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود کو محض "میرزا صاحب" ہی لکھا جائے۔ جو نہ صرف جناب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ ہمارے اڈے پر بعض مغل ٹمٹموں والے بھی کہلاتے ہیں۔ آخر کچھ تو غیرت ہونی چاہیئے۔ کہ حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں ہمیں فاسق بنایا جاتا ہے۔ کسی کا سر پھرا ہے۔ جو بنائے انسان آپ اپنے عملوں سے فاسق اور زندیق بنتا ہے

اس طول طویل مضمون میں ہے کیا؟ پٹیالوی صاحب لکھتے ہیں۔ ضمیمہ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ پر جو یہ عبارت درج ہے۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔"

اسمیں مسیح موعود پر افترا ہے۔ کہ آپ نے یہ تعریف نبوۃ کی۔ کیونکہ میرزا صاحب نے وہاں نبی کے محض لغوی معنوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست۔ بندہ خدا کبھی عقل سے بھی کام لیا کرو۔ مگر عقل سلیم تو حق کی عداوت کی پاداش میں جاتی رہتی ہے۔ تم کہتے ہو کہ یہ لغوی معنے بتائے ہیں اچھا اگر یہ لغوی معنے ہیں۔ تو اس کا کیا مطلب۔ کہ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ مطلب یہ ہوا۔ کہ اگر شریعت لے آئے۔ تو کچھ ہرج بھی نہیں۔ تو کیا جو شخص شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ وہ شریعت بھی اپنے ساتھ پیش کرے۔ اور اپنے دعوے میں صادق ہو۔ تو بھی اُسے لغوی نبی ہی کہو گے۔ ان معنوں میں تو حضرت موسٰی بھی لغوی نبی ہوئے۔ سوچو کہ یہ تم نے کیا کہہ دیا۔ اگر کچھ حوصلہ ہے۔ تو آؤ مقابل میں اور پیش کرو۔ اس کا جواب اور

اپنے ساتھ اپنے حضرت امیر ایدہ اللہ اور ان کے خسر معظم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو ملالو۔ اور اگر کچھ نوک جھونک کی ضرورت ہے۔ تو شیخ مولا بخش صاحب بوٹ فروش کی خدمات حاصل کرو اور بتاؤ۔ کہ اس عبارت میں لغوی معنے کیونکر بیان ہوئے۔ جبکہ ساتھ دو شرائط لگا دی ہیں۔ شریعت کا لانا صاحب شریعت اور رسول کا متبع نہ ہونا ضروری نہیں۔ یعنی اگر ہو تو کچھ ہرج نہیں۔ (المکمل)

درس القرآن

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

مدت سے احباب کرام کی خواہش تھی۔ اور اس خواہش کو بڑے زور سے پیش کرتے رہے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا درس قرآن کریم مفصل شایع کیا جائے۔ چونکہ اخبار "الفضل" کا موجودہ حجم درس قرآن کریم کو ایسے رنگ میں شایع کرنے کا متحمل نہ ہو سکتا تھا کہ اوراق درس علیحدہ کر کے جمع کئے جا سکتے۔ اس لئے سال حال میں اعلان کیا گیا کہ درس بطور ضمیمہ اخبار شایع کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ضمیمہ کے استنے خریدار مہیا ہو جائیں کہ خرچ پورا ہو سکے۔ اسپر اگرچہ کئی احباب نے خوشی کا اظہار کیا۔ اور ضمیمہ کی خریداری پر آمادگی ظاہر کی۔ لیکن اکثر احباب کی یہ رائے تھی۔ کہ درس قرآن الگ کتاب کی شکل میں شایع ہو۔ اور اس طرح یہ سلسلہ مسلسل جاری رکھا جائے۔ آخر اسی تجویز کو مفید اور مناسب سمجھ کر اس سال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور سے جو درس قرآن کریم دیا۔ ایک سو صفحہ کی جلد میں شایع کیا گیا ہے۔ یہ درس کس قدر مفصل ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ سورۃ النور کے صرف نو رکوع کی تفسیر ۹۶ صفحات پر آئی ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ سورۃ النور سے جو آیۃ استخلاف کی وجہ سے ہمارے سلسلہ سے خاص تعلق رکھتی ہے۔ درس قرآن کریم شایع ہونا شروع ہوا ہے اس آیۃ کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مسئلہ خلافت پر بے نظیر رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ اسکے علاوہ اس سورہ میں۔ روحانی تمدنی اور معاشرتی امور کے متعلق جو نہایت اہم اور ضروری احکام ہیں۔ انکی حقانیت اور خوبی بڑی وضاحت سے ثابت کیگئی ہے۔ اور ان کے عظیم الشان فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ احباب اس تفسیر سے بہرہ ور اور محظوظ ہونگے۔ بلکہ انہیں ایسے طریق معلوم ہو جائینگے۔ جن پر عمل کر کے وہ دنیا میں ہی بہشتی زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں جو احکام بیان ہوئے ہیں۔ انکو مدنظر رکھنے اور ان پر عمل کرنے کی اپنی جماعت کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہے۔ اور اسپر بہت زور دیا ہے۔ اسلئے احباب کو چاہیئے کہ اس تفسیر القرآن کو فوراً منگالیں۔ اور نہ صرف خود پڑھیں بلکہ احباب میں درس کے طور پر سنائیں۔ اور چونکہ اسمیں عورتوں کے متعلق بھی خاص احکام بیان ہوئے ہیں۔ اسلئے انہیں بھی پڑھ کر سنائیں۔

لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ کے متعلق حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ عمدہ ہو۔ قیمت ایک روپیہ ہے۔ احباب ایڈیٹر "الفضل" سے طلب فرمائیں۔

مسٹر گاندھی کی پرارتھنا

اسلام نے دعا پر جس قدر زور دیا ہے۔ اتنا کسی اور مذہب نے ہرگز نہیں دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے۔ کہ دعا کا قبول ہونا خدا کی اپنی مرضی اور منشاء پر منحصر ہے۔ اور کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ خدا اس کی فلاں دعا ضرور ہی منظور کر لے۔ کیونکہ وہ محکوم نہیں بلکہ حاکم ہے۔ اور حاکم سے اس قسم کا مطالبہ کرنا خلاف ادب و انسانیت ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے۔ کہ انسان کے خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ ممکن ہے۔ جو بات انسان اپنے لئے مفید سمجھتا ہو۔ وہ دراصل اس کے لئے مضر اور نقصان رساں ہو۔

اس زمانہ میں عام لوگ کیا مسلمان اور کیا دیگر مذاہب والے "دعا" ہی کو ایک مضحکہ خیز بات سمجھتے ہیں۔ اور جو اس کے قائل ہیں۔ وہ ایسے خیالات رکھتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نہ تو دعا کی حقیقت سے آگاہ ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی شان سے واقف۔

اسوقت ہندوستان میں مسٹر گاندھی جو ایک خاص پوزیشن رکھتے ہیں۔ اور جنہیں مذہبی لحاظ سے بھی خاص درجہ دیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اپنی تحریروں اور تقریروں میں پرارتھنا یعنی دعا کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ حال میں انہوں نے فسادات بمبئی کے ایام میں برت (فاقہ کشی) رکھنے کی وجہ بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"انکو کاریہ آتما کی شانتی کے لئے مجھے برت کی سوجھی اگر مجھے اپنے آپ کو انسانوں کے ہاتھوں قتل کئے جانے کے لئے ان کے حوالہ کرنا چاہیئے۔ تو اسوقت تک کہ میری پرارتھنا (دعا) سنی جائے۔ مجھے کھانے پینے سے انکار کر کے اپنے آپ کو پرماتما کے حوالہ کر دینا چاہیئے۔"

(پرتاپ - ۲۰ر نومبر)

پرارتھنا قبول کرانے کا یہ طریق ممکن ہے۔ اس دہرم میں جائز ہو۔ جسکے پیرو ہونے کا مسٹر گاندھی کو دعویٰ ہے۔ لیکن ہم تو یہی کہینگے کہ عدم تعاون، ترک موالات اور بائیکاٹ کے کرہ ہوائی نے جس میں کہ وہ ہر لمحہ سانس لیتے ہیں۔ انہیں ایسا بنا دیا ہے کہ پرماتما سے بھی وہ اسی طریق سے اپنا کہنا منوانا چاہتے ہیں۔ جس طرح دنیاوی حکمرانوں سے۔

فسادات کے رک جانے پر غالباً انہوں نے سمجھا ہو گا کہ پرمیشور نے انکے کھانے کی سٹرائک کرنے کی وجہ سے انکی پرارتھنا قبول کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔ اگر ان کا یہ کامیاب طریق ہے تو کیا وہ گورنمنٹ سے مقابلہ کرنے کی بجائے سیلف گورنمنٹ کے لئے اسی طریق سے پرارتھنا کرنے کا تجربہ کرینگے۔

مسٹر گاندھی کا ایک جھوٹ

مسٹر گاندھی اپنے ایک مضمون میں یہ بتاتے ہوئے کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے لکھتے ہیں:-

"میں جان بوجھ کر مجھ سے جھوٹ بولا ہی نہیں جا سکتا۔ ایک بار اپنے بزرگ پتاجی کو دھوکہ دینے کے لئے میں نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا تھا۔"

(پرتاپ ۴ر دسمبر ۱۹۲۱ء)

خطبۂ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(فرمودہ ۲؍ دسمبر ۱۹۲۱ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

چونکہ تین چار دنوں سے نزلے کی وجہ سے حلق میں درد کی شکایت ہے۔ اس لئے میں بلند آواز سے اور ایسی آواز سے جو سب تک پہنچ سکے۔ آج بول نہیں سکتا۔ اسلئے جن اصحاب کو جگہ مل سکے۔ قریب آجائیں۔

ایفاء وعدہ

منتظم جلسہ سالانہ کا رقعہ

مجھے جلسہ سالانہ کے منتظم کی طرف سے ایک رقعہ ملا تھا۔ جس کو دو ہفتے کا عرصہ ہوا۔ اس میں جہاں یہ درخواست کی گئی تھی۔ کہ میں یہاں کے احباب کے پاس سفارش کروں۔ کہ وہ جلسہ کے کاموں میں پورے طور پر مدد دیں۔ اور اپنی خدمات پیش کریں۔ وہاں ایک یہ بات بھی لکھی تھی۔ کہ قادیان کے لوگوں نے جلسہ کی اعانت اور مدد کے لئے بہت سے وعدے کئے ہوئے ہیں۔ مگر بعض نے یا بہت نے ابھی تک پورے نہیں کئے۔ ان کو میں سفارش کروں۔ کہ پورے کردیں۔ تاکہ جلسہ کے لئے جو سامان منگوانا ضروری ہے۔ منگوالیا جائے۔ میں نے ایک ذاتی غرض اور ذاتی فائدہ کی وجہ سے اس امر کو اس وقت نہیں بیان کیا تھا۔ جبکہ جلسہ کی اعانت اور امداد کے لئے تحریک کی تھی۔ اور وہ ذاتی فائدہ اور غرض یہ تھی کہ میں نے بھی وعدہ کیا تھا۔ جو اس وقت تک پورا نہیں کیا تھا۔ اسلئے شرم آتی تھی۔ کہ میں دوسروں کو اسکے لئے کس طرح کہوں۔ جب تک خود نہ کروں۔ مگر اب چونکہ میں اپنا وعدہ پورا کر چکا ہوں۔ اس لئے وہ بات آپ لوگوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ جو خود کر چکا ہوں۔ اس سے پہلے میں اس بات سے ڈرتا تھا۔ کہ لم تقولون ما لا تفعلون جو بات خود نہیں کی اس کے متعلق آپ لوگوں کو کیا تحریک کروں۔ مگر اب چونکہ خدا نے مجھے توفیق دی ہے۔ اور میں اسے پورا کر چکا ہوں۔ اسلئے آپ لوگوں کو بھی کہتا ہوں۔ کہ وعدہ کو خدا تعالےٰ نے بہت قیمتی چیز قرار دیا ہے۔ اور وعدہ کا ایفاء بہت ضروری رکھا ہے۔ اسلئے جنہوں نے وعدے کئے ہیں۔ وہ پورا کریں۔

وعدہ کرنا آسان اور پورا کرنا مشکل ہے

میں جانتا ہوں۔ کہ وعدہ کرنے کے وقت کئی آدمی ہمت اور طاقت سے زیادہ جرات دکھاتے ہیں۔ اور اگر ان کی نیت پورا کرنے کی ہوتی ہے۔ ریا کی غرض نہیں ہوتی۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ یہ بھی ایک نیکی ہے۔ گو اس سے ایک نقص بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ جب بار بار انسان وعدہ کرتا ہے۔ تو بار بار اسے پورا نہیں کر سکتا۔ اور جب بار بار پورا نہیں کر سکتا۔ تو وعدہ کی اہمیت اور قدر اس کے دل میں نہیں رہتی۔

ایسے حالات میں میں جانتا ہوں۔ کہ ایسے بھی لوگ ہونگے۔ جن کے لئے اب وعدہ پورا کرنا مشکل ہوگا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس غلطی کی اصلاح بھی اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ وعدہ پورا کیا جائے۔ کیونکہ ایک دفعہ جب تکلیف اٹھا کر کوئی شخص وعدہ پورا کریگا۔ تو دوسری دفعہ محتاط رہیگا۔ کہ وہی وعدہ کروں۔ جو پورا کر سکوں۔ پس میں ان لوگوں کو جنہوں نے جلسہ کے متعلق وعدے کئے ہیں۔ یاد دلاتا ہوں۔ کہ اپنے وعدے پورے کریں۔

قادیان کے لوگوں کے وعدے

میں منتظم صاحب سے اس بات میں متفق نہیں ہوں۔ کہ قادیان کے لوگ وعدہ کرکے اسے پورا کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ قادیان کے لوگ چندوں کے وعدوں اور ان کی ایفاء میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جتنی جماعت قادیان میں ہے۔ اتنی اور کسی شہر میں نہیں ہے۔ یہاں قریباً اڑھائی ہزار احمدی ہیں۔ اتنی جماعت کسی اور شہر میں نہیں ہے۔ اور کوئی قصبہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں اتنی جماعت اکٹھی ہو۔ اب کمزوروں کا اندازہ لگاتے وقت بھی اس تعداد کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اگر کسی جگہ دو سو میں سے دس کمزوری دکھاتے ہیں۔ تو اسی نسبت سے یہاں سوا سو میں کمزوری ہو سکتی ہے۔ تو یہاں کی کثرت معیار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہاں آبادی کی بھی تو کثرت ہے۔ کسی اور جگہ اگر ایک کمزور ہو۔ اور یہاں پر دس تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ جہاں ایک کمزور ہے۔ وہاں کل تعداد دس ہے۔ اور جہاں دس کمزور ہیں۔ وہاں کی تعداد اڑھائی ہزار ہے۔ پس اس نسبت کو بھی دیکھنا چاہیئے۔ اور اس کے مطابق میں تو دیکھتا ہوں کہ یہاں کے لوگ ایثار اور قربانی میں دوسروں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

کیا ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے

مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جہاں انہوں نے پہونچنا ہے۔ وہاں پہنچ گئے ہیں۔ کیونکہ پچھلے ہفتوں میں انہوں نے دیکھ لیا ہے۔ جو میں ان کے متعلق خیال رکھتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ نہ تم اس مقام پر ابھی پہنچے ہو جہاں تمہیں پہنچنا چاہیئے۔ اور نہ میں نے وہ رستہ طے کر لیا ہے۔ جو مجھے کرنا ہے۔ تمہارے آگے بھی اور میرے آگے بھی بہت وسیع رستہ ہے۔ جسے عبور کرنا ہے۔ اسلئے خوشی اور مسرت کا وہی موقع ہوگا۔ جب ہم اس جگہ پہنچ جائینگے۔ جہاں ہمیں پہنچنا ہے۔ دیکھو ایک عیسائی ایک یہودی سے کم کافر ہے۔ مگر یہ اس کے لئے خوشی کا مقام نہیں۔ اسی طرح ایک ہندو ایک دہریہ سے کم گنہگار ہے۔ مگر کیا وہ خوش ہونے کے قابل ہے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ منافق جہنم کے ادنیٰ درجہ میں ہونگے۔ کیا اوپر کے درجہ والا جہنمی خوش ہو سکتا ہے۔ اسی طرح قادیان والوں کو جو نسبتی ترقی حاصل ہے۔ یہ خوشی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ اور جہاں مجھے دوسروں کے مقابلہ میں ان کے نسبتی درجہ سے انکار نہیں وہاں اس سے بھی انکار نہیں کہ ابھی ان کے سامنے بہت لمبا رستہ ہے۔ جو عبور کرنا ہے۔ اور اسی کی طرف پچھلے خطبوں میں میں نے توجہ دلائی ہے۔

سلسلہ خطبات کا مدعا

میں اس سلسلہ مضمون کو تو اس وقت بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جیسا میں کہہ چکا ہوں۔ میرے حلق میں درد ہے۔ اس لئے زیادہ بول نہیں سکتا البتہ خلاصتاً سناتا ہوں۔ کہ میرا مقصد اور مدعا ان خطبات سے کیا ہے۔

بیان شدہ مضمون کا خلاصہ

میں نے اب تک جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہاں جو لوگ آتے ہیں۔ دین کی خدمت کیلئے آتے ہیں۔ اور اشاعت اسلام کی غرض سے آتے ہیں۔ وہ خدمت خواہ دینی رنگ میں ہو۔ یا دنیاوی رنگ میں۔ مثلاً مسجد میں نماز کیلئے جو لوگ آتے ہیں۔ انہیں گرم پانی دینا یہ ایک کام ہے۔ مگر تم نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ کام کرنے [illegible] دنیاوی کام کرتا ہے۔ جو کچھ وہ لاتا ہے۔ وہ پانی ہے۔ اور اس کا گرم کرنا بھی مادی کام ہے۔ پھر مسجد میں لا کر رکھنا بھی مادی کام ہے۔ مگر جس غرض کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ نماز کا کام ہو۔ گو یا صحت کیلئے۔ یہ بھی دنیاوی ہے۔ مگر پھر بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ دنیاوی کام ہے۔

صحابہ کی جنگوں کی غرض

صحابہ جب لڑائی کے لئے جاتے تھے۔ تو تلوار ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ یہ جسمانی چیز تھی۔ گھر بار بال بچے چھوڑ کر جاتے تھے۔ یہ بھی جسمانی چیزیں تھیں۔ اور جس چیز کے لئے لڑتے تھے۔ وہ بھی جسمانی تھی۔ ایمان نہ تھا۔ بلکہ مسلمانوں کی جان تھی۔ اگر حضرت ابوبکر مارے جاتے تو کیا انکا ایمان جاتا رہتا۔ یا اگر حضرت عمرؓ مارے جاتے۔ تو ان کا ایمان ضائع ہو جاتا۔ نہیں۔ لیکن ان کی جان چلی جاتی۔ کافر مسلمانوں کے ایمان کو چھین نہیں سکتے تھے۔ البتہ جانیں نکال سکتے تھے۔ کافر مسلمانوں کے گھروں کھیتوں۔ اور جسموں کو مٹانا چاہتے تھے اور یہ سب چیزیں جسمانی تھیں۔ مگر کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ صحابہ سات آٹھ سال دنیاوی غرض کے لئے کفار سے لڑتے رہے جنگ بدر اور احد کس بات کے لئے کی گئی۔ کیا اسی لئے نہیں کہ مسلمانوں کے گھر۔ مسلمانوں کے کھیت۔ اور مسلمانوں کی جانیں بچائیں۔ اس سے زیادہ کفار اور کر ہی کیا سکتے تھے۔ کیا وہ قرآن چھین کر لے جا سکتے تھے۔ یا ایمان اٹھا کر لے جا سکتے تھے۔ ان چیزوں کا لے لینا ان کی طاقت سے باہر تھا۔ اور گو جن چیزوں کی حفاظت کی جاتی تھی وہ جسمانی تھیں۔ مگر ایمان پانی کی طرح ہے۔ جس طرح پانی برتن میں ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح ایمان مومنوں کے قلب میں ٹھہرتا ہے۔ اور مومنوں کا بچانا اگرچہ جسمانی کام ہے۔ مگر یہ دین ہے۔ کیونکہ ایمان مومنین کے قلب کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح یہاں کے کام جو بظاہر دنیاوی معلوم ہوتے ہیں (ہوتے ہیں)

قادیان کا ہائی سکول

مثلاً مدرسہ ہے۔ جس میں لڑکے اپنے فائدہ کے لئے علم پڑھتے ہیں۔ ہسپتال ہے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ اور اسی طرح دوسرے کام ایک دنیاوی رنگ رکھتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ دنیاوی ہیں۔ کیونکہ انکی غرض دین ہے۔ اور بالواسطہ دین کا اثر ڈالتا ہے۔ مثلاً مدرسہ میں جو تعلیم دی جاتی ہے۔ اسکا نتیجہ یہ نہیں۔ کہ لوگ دین حاصل کریں۔ مگر جب بچے کے دل میں یہ خیال آتا ہے۔ کہ اسے اس لئے گھر سے جدا کر کے ایک ایسے گاؤں میں جو الگ تھلگ ہے۔ چھوڑ گیا ہے۔ کہ وہ دیندار بنے۔ تو یہی خیال بہت قیمتی خیال ہے۔ پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر ایسی جگہوں پر پڑتی ہے۔ جہاں خدا کا رسول اور مامور رہتا تھا۔ اور پھر جب وہ دیکھتا ہے۔ کہ وہ جگہہ جو بالکل غیر آباد اور جنگل تھی۔ اس کے متعلق خدا کے فرستادہ نے جو یہ خبر دی تھی۔ کہ دور تک آباد ہو جائیگی۔ پوری ہو رہی ہے۔ تو اس پر خاص اثر ہوتا ہے۔ پھر اس کے کان میں آواز آتی ہے۔ کہ تمام دنیا کے ساتھ اسلام کی جنگ شروع ہے۔ اور یہ آواز گھر میں اس شدت کے ساتھ وہ نہیں سن سکتا تھا۔ ان حالات میں اگر وہ ایک لفظ بھی دین کا نہیں سیکھتا۔ تو بھی ایک ایسی روح آہستہ آہستہ اس میں پیدا ہو رہی ہے۔ جو آج نہیں تو کل ضرور کام دیگی لیکن اگر مدرسہ کو ہٹا دو۔ تو یہ روح ملیا میٹ ہو جائیگی مگر یہ جو کچھ میں نے بتایا ہے۔ ادنی حالت کو مد نظر رکھ کر بتایا ہے۔ ورنہ سکول میں دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ لڑکے درس سنتے ہیں۔ جب میں درس دیتا ہوں تو لڑکے میرا درس سنتے ہیں۔ اور اب میں نے اور کو مقرر کر دیا ہوا ہے۔ پھر مختلف لیکچر۔ خطبہ سنتے ہیں۔ اور دینی باتیں ان کے کانوں میں پڑتی رہتی ہے۔

مدرسہ احمدیہ

اسی طرح مدرسہ احمدیہ ہے۔ اس میں عربی۔ فلسفہ پڑھ لیا۔ اور بالواسطہ دین کی تعلیم بھی حاصل کر لی۔ لیکن اگر غرض ملازمت ہی ہو۔ تو بھی اگر اس کام کو چھوڑ دیا جائے۔ تو دین کی حفاظت کرنے والے کون ہونگے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ عربی پڑھنے لکھنے۔ قرآن کا ترجمہ پڑھ لینے اور دوسرے علوم حاصل کر لینے کے بعد کوئی ملازمت کر لے۔ لیکن اگر اس جماعت کو مٹا دو۔ تو پھر کون دین کی حفاظت کریگا۔ کیونکہ ان ہی میں سے ایسے بھی نکلتے ہیں۔ جو دین کی خدمت کرتے ہیں۔ تو گو یہ دنیاوی کام ہو۔ مگر اصل میں دینی ہے۔

غرض یہاں کے جتنے کام ہیں سارے کے سارے حتیٰ کہ پہرے دینا۔ تجارت زراعت کرنا بھی دینی کام ہی ہے۔ کیونکہ ان کے نتیجہ میں بھی دین کی طاقت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

دینی اور دنیوی کام میں فرق

پس دینی اور دنیوی کام میں اگر فرق کیا جا سکتا ہے۔ تو اسی طرح۔ کہ وہ کام ذاتی نہیں۔ جس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ اسلام کو فائدہ پہنچے۔ وہ دینی ہے۔ اور دنیوی وہ ہے جو صرف اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ اور دین پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے۔

قادیان والوں کے کام

میں نے بتایا تھا۔ کہ آپ لوگ دینی کام کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اور سب کسی نہ کسی رنگ میں دینی کام کرتے ہیں۔ ورنہ اگر ان کاموں کو دینی نہ کہا جائیگا۔ تو دین نماز روزہ ہی رہ جائیگا۔ یا سارا دن اور کام کرنے کے بعد اگر کسی کو تبلیغ کی جائیگی۔ تو وہ دینی کام ہوگا۔ مگر اصحاب الصفہ میں شمولیت اعلیٰ درجہ کی چیز سمجھی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ان کی ہر گھڑی دینی کام میں صرف ہوتی ہے۔

دینی کام میں ملازمت کیسی

پھر میں نے بتایا تھا۔ کہ جب ہمارے کام دینی کام ہیں۔ تو ملازمت اور نوکری کا کیا سوال۔ جب خدا اور رسول کے لئے۔ اور اسی کے جانشینوں کی مدد کرنے کیلئے اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی تینوں شقوں کو پورا کرنے کے لئے یعنی خدا اور رسول اور تم میں جو اولی الامر ہو اسکے احکام بجالانے کے لئے جمع ہوئے ہو۔ تو پھر ملازمت کیسی۔ اور ایسے اہم اور ضروری کام کو ملازموں کے سپرد کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

دخل دینے کی ضرورت

پھر میں نے بتایا تھا۔ کہ اس مقصد کو پورا کرو۔ میری اس تعلیم کی غرض کیا ہے۔ کیا محض یہ کہ شورش اور بے اطمینانی مٹ جائے۔ نہیں۔ کیونکہ اس میں میرا کوئی نقصان نہیں۔ اور نہ مجھے اس کی وجہ سے گھبراہٹ ہے۔ روپیہ میرے پاس نہیں آتا خرچ میں نہیں کرتا۔ میرا تو یہی ہے۔ کہ ہاتھ جھاڑ کر الگ رہوں۔ روپیہ اگر میرے پاس آتا اور میں خرچ کرتا تو مجھے فکر ہوتی۔ کہ مجھ سے پوچھینگے کہاں ہے۔ مگر نہ روپیہ میرے پاس آئے نہ میں حساب رکھوں۔ پس اس وجہ سے جو لڑائی جھگڑا ہوگا تمہارا آپس کا ہوگا۔ اگر میں یقین اور وثوق سے یہ نہ سمجھتا کہ یہ باتیں خدا تعالیٰ سے بعد کی علامت ہیں۔ تو مجھے دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے صرف اس لئے فکر ہے۔ کہ اس طرح وہ غرض مٹ جائیگی۔ جسکے لئے تم لوگ یہاں آئے ہو۔ اور جس کے لئے خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا کیا ہے۔ ہمارا پیدا کرنا اور انبیاء کا آنا اس کے اندر ایک غرض ہے۔ اور وہ یہی کہ ہم ایسی تبدیلی پیدا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ کا قرب اور وصال حاصل ہو جائے۔ اس قرب اور

وصال کے حاصل ہونے کے رستہ میں جو روکیں ہیں۔ اُن سے چونکہ ہمارا تعلق ہے۔ اور وہ روکیں ہمیں متفکر کر دیتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان باتوں سے میں متفکر ہوتا ہوں۔ ورنہ ذاتی طور پر میری اس میں کوئی غرض نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا قرب اور وصال حاصل کرنا ہی وہ غرض ہے۔ جس کے لئے تم لوگ یہاں آئے ہو۔ اور اسی کے لئے خدا نے سب کو پیدا کیا ہے ؛

احمدیوں اور دوسروں میں فرق

اوروں میں اور تم میں فرق یہ ہے۔ کہ تم نے اس غرض کو سمجھ لیا ہے۔ اور انھوں نے نہیں سمجھا۔ دنیا میں تین گروہ ہیں۔ ایک وہ جنھوں نے سمجھا ہی نہیں کہ خدا تعالےٰ نے انہیں اس غرض کے لئے پیدا کیا ہے یا وہ سمجھتے ہیں۔ خدا ہی نہیں۔ دوسرا وہ گروہ ہے۔ جو سمجھتا ہے۔ کہ اس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے مگر انھیں اس کے حاصل کرنے کے ذرائع میں ہم سے اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ جو تم کہتے ہو۔ وہ نہیں۔ بلکہ اور ہیں۔ انھوں نے غلط ذرائع سمجھ رکھے ہیں۔ اور تیسرا گروہ وہ ہے۔ جسے معلوم ہے۔ کہ اس غرض کے لئے پیدا کیا گیا۔ اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے جو صحیح ذرائع ہیں۔ وہ بھی اُسے معلوم ہیں۔ اور وہ تم ہو جو اس گروہ سے تعلق رکھتے ہو۔ ابتدائی شرائط کو تم نے پُورا کر لیا۔ اور انتہا ہی شرائط کے پُورا کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ تم نے اپنی پیدائش کی غرض کو سمجھ لیا ہے۔ وصال الی اللہ کے صحیح ذرائع بھی سمجھ لئے ہیں۔ اور اب تیسری شق باقی ہے۔ کہ اگر انسان کوشش کرے۔ تو قرب الی اللہ حاصل کر سکتا ہے ؛

فکر کی وجہ

گویا اب تم اس مقام پر پہنچ گئے ہو کہ ذرا پردہ ہٹے۔ اور تم اپنے محبوب کا چہرہ دیکھ لو۔ ایسے وقت میں اگر تم کسی اور بات میں مشغول ہو جاؤ۔ تو کیسے افسوس کی بات ہوگی۔ اور وہ جو تمہیں گھیر گھار کر ایسے موقع پر لانیوالا ہے۔ اسکو فکر ہوگی یا نہیں۔ دیکھو ایک شخص جو اپنے محبوب سے بچھڑا ہوا ہو۔ اُسے ایک شخص کئی سال کی محنت و مشقت سے جب تلاش کر کے لائے۔ اور محبوب کے دروازہ پر کھڑا کر دے۔ لیکن وہ بجائے اندر جانے کے ایک بین بجانیوالے کی طرف متوجہ ہو جائے جو پاس ہی سانپ نکال رہا ہو۔ تو لانیوالے کو کس قدر صدمہ اور افسوس ہو گا۔ اور اس شخص کی حالت بھی کیسی قابل افسوس ہوگی اسی طرح اگر دس بیس سال کی محنت کے بعد ایک کو قائم مقام بنا کر کہا جائے۔ کہ لو اب تم کام کرو۔ مگر وہ بجائے اس کام کو کرنے کے کسی اور شغل میں لگ جائے۔ تو کام سپرد کرنیوالے کو کس قدر صدمہ ہو گا۔ وہ لوگ جنھوں نے سیدھا اور سچا رستہ پا لیا ہے۔ وہ اگر اسکو دیکھ کر اور سمجھ کر اور باتوں میں لگ جائیں تو ان کی مثال ایسی ہی ہوگی۔ جیسے ایک شخص نے بہت اعلیٰ درجہ کی عمارت بنائی ہو۔ اور اپنی بیوی بچوں کو اس میں لیجانیوالا ہو۔ لیکن زلزلہ آئے۔ اور ساری عمارت کو پاش پاش کر جائے تو میرے فکر کی وجہ ہے ؛

دُنیا میں رہکر دُنیا سے علیحدہ رہو

اور میں اس ذمہ داری کو سمجھ کر آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنا قدم دنیا کی بجائے دین کی طرف بڑھاؤ۔ یہ ممکن نہیں کہ تم دنیا کو بالکل چھوڑ دو۔ اور سب کاموں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مگر تمہیں دنیا کے بیچ رہ کر اس سے علیحدہ ہونا ہے۔ حافظ صاحب نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق ایک شعر کہا ہے۔ گو اُسے اپنے اُوپر چسپاں کیا ہے۔ مگر یہ اولیاء اللہ کا طریق ہے کہ وہ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہیں۔ مگر مراد اس سے حافظ نہیں۔ بلکہ اور لوگ ہیں۔ کہتے ہیں ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

یعنی ایسی جگہوں اور ایسے مقامات میں رکھ کر جہاں دنیاوی ابتلاؤں اور کشمکشوں سے انسان بچ نہیں سکتا۔ کہا گیا ہے کہ گنہگار نہ ہو۔ یہ ایسا سوال ہے۔ جو ہر دنیادار کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ یا تو کہو کہ بیوی بچوں کو چھوڑ دو۔ نہ یہ ہونگے اور نہ ان کے کھانے پینے اور پہننے کی فکر ہوگی۔ تم یہ جو کہتے ہو کہ ان کے کھانے پینے کی فکر نہ کرو۔ کیا بیوی کو طلاق دیدیں بچے پیدا ہی نہ کریں یا بچوں کو گھر سے نکال دیں یا انکو چھوڑ چھاڑ کر نکل جائیں۔ مگر آگے حکم ہے۔ ایسا بھی نہ کرو۔ بیوی بچوں میں ہی رہو۔ اور انکو کھانے پینے کے لئے دو۔ اور اولاد پیدا ہونے سے روکنا سوائے اس صورت کے کہ بیوی کی جان کا خطرہ ہو بہت بڑا گناہ کرنا ہے۔ پھر کریں تو کیا کریں۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ کھانیوالے تو لاؤ۔ مگر کماؤ نہیں۔ بظاہر یہ بات بہت عجیب نظر آتی ہے۔ مگر یہی وہ معمہ ہے۔ جس کے حل کرنے سے انسان کا قدم دوسرے اُٹھ سکتا ہے۔ جدھر چلنے سے خدا ملتا ہے ؛

مشکلات میں پڑکر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

جب تک انسان ایسی بھٹی میں نہیں پڑتا اسوقت تک کس طرح سمجھتا ہے کہ واقع میں اس نے کوئی قربانی کی ہے۔ یہی باتیں ہیں۔ جن کے حل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ قربانی کیا ہے۔ قربانی کے معنے قریب کر دینے والے کے ہیں اور قرب انسان اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب اس بھٹی میں سے گذرتا ہے ایک طرف اسے کہا جاتا ہے۔ کسی قسم کا لالچ اور حرص کر۔ اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ بیوی بچوں کو پال۔ ایک طرف کہا جاتا ہے۔ دنیاوی باتوں کی طرف توجہ نہ کر۔ اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ اپنا اور اپنے لواحقین کی ضروریات کا انتظام کر۔ بظاہر یہ ایک ایسی شکل ہے۔ کہ جس کا حل نظر نہیں آتا ؛

معمہ کے حل کرنے کا طریق

پھر اس کے حل کا کیا طریق ہو جاتا ہے وہی جو حضرت ابراہیمؑ نے اختیار کیا۔ کہ وہ بظاہر آگ میں کُود پڑے۔ مگر دیکھا کہ وہ آگ نہیں۔ بلکہ گلزار تھا۔ جب انسان خدا پر توکل کر کے کُود تا ہے۔ تو گو اسوقت معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کیا ہو گا۔ اور ایسا خیال کرتا ہے کہ اس مشکل کا حل ہی نہیں۔ مگر کودنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ایسی آسان اور سادہ بات ہے۔ کہ اسکے متعلق حل کا لفظ ہی استعمال کرنا بیوقوفی ہے۔ جیسا کہ جب سُورج چڑھا ہوا ہو۔ تو یہ کہنا کہ بتاؤ سُورج کہاں ہے۔ بیوقوفی ہے۔ پس اسوقت اسمیں اخفا ہی نہیں رہتا ہے یعنی یہ حالت جب انسان پر گذرتی ہے۔ اور جب وہ دین اور دنیا کے دونوں رستوں کے اندر سے گذرتا ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ ہیں وہ قربانیاں جو قرب الی اللہ کے لئے ضروری ہیں ؛

کمزوریوں کا خیال نہ کرو

تم بہت خیال کرو۔ کہ تم میں کمزوریاں ہیں۔ اور تم بہت سے گناہوں سے نہیں بچ سکتے۔ جب سب گناہوں سے بچ جائینگے اور ساری کمزوریاں دور ہو جائینگی۔ تب ہم خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔ یہ شیطان کے دھوکے اور دسوسے ہیں۔ کوئی گناہ اور کوئی کمزوری خدا کے قرب سے نہیں روک سکتی۔ گناہ

اور کمزوریاں چلتے چلتے اسی طرح جھڑتی جاتی ہیں جس طرح ایک آدمی چلتا جاتا ہے۔ اور اسکی جوتی سے کانٹے جھڑتے جاتے ہیں۔ جس طرح مضبوط کپڑے کا کوٹ پہن کر کانٹوں میں سے گذرنیوالا جب کسی کانٹے سے اٹکتا ہے تو ٹھہرتا نہیں۔ بلکہ جھٹکا دیکر چھڑا لیتا ہے۔ اور آگے روانہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح تمہارے کاندھوں پر بھی دین کا کوٹ ہو۔ اور تم اس قسم کی روکاوٹوں سے ٹھہرو نہیں بلکہ انھیں پیچھے چھوڑکر آگے گذرتے جاؤ۔ یہ چیزیں تمہارے راستہ میں روک نہ ہوں۔ اور تم اس فکر میں مت پڑو۔ کہ انکو ہٹالیں۔ تو پھر آگے بڑھینگے۔ اگر تم اس کے ہٹانے میں لگے رہوگے تو اسی میں رہ جاؤگے۔ دیکھا گیا ہے۔ ایک کانٹا لگنے پر اگر اسے ٹھہر کر ہٹانے لگیں۔ تو دوسرا لگ جاتا ہے۔ لیکن اگر بغیر ٹھہرے جھٹکا دیدیا جائے۔ تو آسانی سے چھٹکارا ہوجاتا ہے۔ بس ان روکوں کی فکر میں مت رہو۔ یہ خود گرتی اور ہٹتی جائینگی ۔

ہر حالت میں قرب الی اللہ مدنظر ہو

تمہارا کام یہ ہے۔ کہ قرب الی اللہ کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے جاؤ۔ نمازوں میں روزوں میں۔ ایک دوسرے سے سلوک میں معاملہ کرنے کرانے میں قرضہ لینے اور دینے میں بات چیت میں افسر یا ماتحت ہونے کی حالت میں بیوی بچوں کے معاملہ میں غرضیکہ ہر بات میں یہی غرض تمہارے مدنظر ہونی چاہیئے۔ کہ قرب الی اللہ حاصل ہو۔ اگر تم سے کوئی غلطی ہوتی ہے۔ کوئی کمزوری سرزد ہوتی ہے۔ کوئی نقص واقع ہوتا ہے۔ تو یہ نہیں کہ اس مقصد کو چھوڑ دو۔ بلکہ اور زیادہ کوشش کرو۔ جس طرح ایک لکھنے والا پہلے خراب لکھتا ہے لیکن بار بار لکھنے سے اچھا لکھنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تم بھی مستقل رہوگے۔ تو سب نقص دور ہوجائینگے ۔

کمزوری دور کرنے کا طریق

پس تم اپنی کسی کمزوری کی طرف مت دیکھو۔ بہت بڑے رستہ تک کمزوریاں ساتھ جاتی ہیں۔ ان سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اور ہاتھ آگے ہی آگے بڑھانا چاہیئے۔ اگر کسی بات میں کمزوری ہو۔ تو اسے پھر کرو۔ پھر کرو۔ پھر کرو۔ حتیٰ کہ تمہیں خوب مشق ہوجائے۔ اور جب مشق ہوجائیگی۔ تو اس کے کرنے میں کوئی روک نہ پیش آئیگی لیکن اگر تم یہ کہو۔ کہ کمزوری دور کرکے پھر اسے کرنا شروع کرینگے۔ تو پھر نہیں کرسکوگے۔ اصل مقصد کو تمہیں مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کانٹے مدنظر نہیں ہونے چاہیئیں انکو نکالنے نہ بیٹھ جاؤ۔ بلکہ انکو اسی طرح دور کرو جس طرح راستہ چلتا ہوا مسافر جھٹکا دیکر اپنا دامن چھڑا لیتا ہے اور اس مقام پر پہنچنے کی کوشش کرو۔ کہ جہاں پہنچ کر انسان ابتلاؤں سے بچ جاتا ہے۔ اور جہاں یہ خطرہ نہیں رہتا کہ وہ غلط راستہ پر ہے۔ اعمال میں کمزوری ہو تو ہو۔ مگر یہ ایسی حالت ہوگی۔ جیسے ایک بیمار اچھا تو ہوگیا۔ مگر کمزوری کی وجہ سے اس کا قدم صحیح طور پر نہ پڑتا ہو۔ دیکھو نمونیہ یا محرقہ کی بیماری ہے۔ محرقہ پہلے تھوڑا ہوتا ہے۔ مگر جس کو ہوگا۔ ڈاکٹر اسے دیکھ کر کانپ جائیگا۔ کہ نہ معلوم اس کا کیا حال ہوگا۔ لیکن جب محرقہ انتہا کو پہنچنے کے بعد کم ہوجاتا ہے۔ تو وہی ڈاکٹر جو پہلے دن ۹۹ درجہ پر خطرہ محسوس کررہا تھا۔ وہی اب ۱۰۲ درجہ پر خوش ہوگا۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس دن تو وہ ۹۹ درجہ پر گھبراتا تھا مگر آج پندرہ دن کے بعد ۱۰۲ درجہ پر خوش ہورہا ہے تو بیوقوف ہوگا۔ کیونکہ اس دن وہ ۹۹ درجہ میں ترقی کی روح دیکھتا تھا۔ اسلیئے گھبراتا تھا۔ اور اب ۱۰۲ درجہ میں تنزل کے آثار دیکھتا ہے۔ اسلیئے خوش ہے۔ پس جب قدم آگے کو بڑھ رہا ہو۔ اور دیکھے کہ قرب الی اللہ کی طرف جارہا ہے۔ تو کمزوریاں خواہ کیسی ہی ہوں۔ انکی پرواہ نہ کرے لیکن اگر دیکھے۔ کہ وہ کوئی گناہ نہیں کرتا۔ مگر خدا کے قرب کی طرف اس کا قدم نہیں جارہا۔ اس کے دل میں قرب الی اللہ کے لیئے کوئی تڑپ نہیں تو وہ سمجھ لے۔ کہ اس کی محرقہ بخار چڑھنے کی حالت ہے۔ جو سخت خطرناک ہے ۔

دنیا میں رہ کر خدا سے جا ملو

پس تم اپنے ہر کام ہر فعل اور ہر بات میں اس اصل کو مدنظر رکھو۔ رات دن تمہارے دل میں ایک یہی خواہش ہو۔ کہ تم دنیا میں رہ کر خدا سے جاملو۔ دنیا کے علوم اور دنیاوی ترقیات تمہیں اپنی طرف نہ کھینچیں۔ میں حیران رہ جاتا ہوں۔ جب دیکھتا ہوں۔ کہ بڑے بڑے عالم ہوتے ہیں۔ مگر ان کو دنیا اپنی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ لالچ مال میں ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ علم میں بھی ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث یہ علم کا لالچ بھی ہوا ہے۔ انھیں علم کلام کی حرص پیدا ہوئی۔ دوسروں کو فلسفہ میں باتیں کرتے دیکھ کر علم کلام بنایا۔ اور اسلام کا ستیاناس کر دیا کیونکہ انھوں نے پیشاب کو دودھ میں ملا دیا ۔

بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی طرف کھینچنے والی جو چیزیں ہیں۔ ان کی طرف جب متوجہ ہو جاتا ہے۔ تو اصل مقصد اور مدعا کے پانے سے رہ جاتا ہے۔ لیکن جب اسمیں یہ روح پیدا ہو جائے کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرے۔ تو پھر خواہ کتنی اس کے راستہ میں آئیں۔ ان سے نکل جائیگا۔ اور اُسے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

پس یہ خواہش اپنے اندر پیدا کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کو پانا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ دنیا کے مال دنیا کے فوائد دنیا کے نفعے تمہاری نظر میں کچھ حقیقت نہ رکھتے ہوں۔ اگر یہ صورت ہو۔ تو خواہ تم میں لاکھ کمزوری ہو۔ کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ اگر سارے نہیں۔ تو تم میں سے ایک جماعت ضرور منزل مقصود پر پہنچ جائیگی۔ لیکن اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ خواہ تم کیسے دعوے کرنیوالے اور کیسی باتیں بنانیوالے ہو۔ کیا مسلمانوں میں مسیح موعودؑ سے پہلے ایسے لوگ نہیں تھے انھوں نے کیا بنالیا۔ اور وہ کیا کرسکے ۔

خدا کا قرب حاصل کرنے کی روح

میں اس روح کو لفظوں میں تمہارے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مگر جب پکڑنے۔ اور بیان کرنے لگتا ہوں۔ تو رہ جاتا ہوں۔ اور بیان نہیں کرسکتا۔ یہ روح ذہنی طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب پیدا ہوجائے تب ہی اس کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔ لفظوں میں اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح میٹھی میٹھی درد ہوتی ہے اور ہاتھ لگانے سے معلوم نہیں ہوسکتا۔ کہ کہاں ہوتی ہے۔ اسی طرح اس روح کا بھی پتہ نہیں لگایا جاسکتا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اسے پکڑ کر تمہارے سامنے رکھ دوں۔ اور تم اس کو معلوم کرکے اسے اپنے اندر پیدا کرلو۔ مگر کیا کروں وہ پکڑی نہیں جاتی۔ میں نے اس بات پر بڑا غور۔ فکر اور تدبر کیا ہے کہ اس روح کی حقیقت بتا اور سمجھا سکوں۔ مگر مجھے اسمیں کامیابی نہیں ہوئی۔ اسلئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی انسان کسی کو نہیں دے سکتا۔ صرف خدا ہی دے سکتا ہے اور خدا ہی انسان کے اندر یہ بات پیدا کرسکتا ہے۔ جس طرح بینائی کوئی انسان کسی کو نہیں دے سکتا۔ ہاں اشاروں سے اندھے کو سمجھا سکتا ہے۔

کہ بینائی ایسی چیز ہوتی ہے۔ جسکے ذریعہ بغیر آواز کے انسان دوسرے کو پہچان لیتا ہے۔ اب اگر اسے یک لخت یہ بات حاصل ہو جائے۔ تو وہ سمجھ لیگا کہ مجھے بینائی مل گئی ہے۔ اسی طرح اس کے متعلق بھی میں صرف اشارے ہی کر سکتا ہوں۔ اصل حقیقت نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ یہ بات قلب سے تعلق رکھتی ہے۔

علماء اور انگریزی خوانوں کی حالت میں یہ جانتا ہوں۔ کہ تم میں سے ایسے لوگ ہونگے۔ جن پر دین کی بنیاد رکھی جائے گی۔ مگر میں یہ بھی کہنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے عالموں میں نئے علوم سے تعصب اور انگریزی خوانوں میں نیچریت کا مادہ پایا جاتا ہے۔ جب تک ظاہری علوم پڑھنے والے قدرت خاص اور قدرت عام کا اعتراف نہ کریں اور دل سے اعتراف نہ کریں۔ اس وقت تک دین نہیں آسکتا۔ اگرچہ ابھی تک واسطہ نہیں پڑا۔ لیکن اگر کبھی پڑے تو ہمارے ایسے مولوی ہیں۔ کہ جب کوئی نیا علم ان کے سامنے آئے۔ تو وہ اس کا انکار کر دیں وجہ یہ نہیں کہ خدا کے دین کے ماتحت اس کو سے آئیں، جیسا کہ پادریوں نے کیا۔ جب سچی باتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھے۔ اور اس طرح لوگوں کے دلوں سے ان کی وقعت اٹھ گئی۔ تو پھر وہی باتیں بھی ان کے مقابلہ میں پیش کر کے لوگوں سے منوالی گئیں۔ اسی طرح اگر کوئی موقع آجائے۔ تو یہ علماء انکار کر دینگے۔ اور ان کے مقابلہ میں ایسے بھی ہیں۔ جو معجزات کا انکار کر دینگے۔ اور اگر انکار نہ کرینگے۔ تو ایسے معجزے جیسے چھینٹے پڑنے کا ہے۔ پیش کرتے ہوئے جھجکینگے۔ اور اگر پیش کر دیں گے تو ان کے دل میں یہ خواہش نہ پیدا ہوگی۔ کہ ہم پر بھی چھینٹے پڑیں۔ اور یہ مخفی علامت ہے نیچریت کی۔ ورنہ وہ کیوں خواہش نہ کریں۔ کہ ہمارے لئے بھی خدا تعالیٰ قدرت خاص جاری کرے۔ میرے نزدیک یہ سخت کمزوریاں ہیں۔ قرب الی اللہ کیلئے ضروری ہے۔ کہ انسان اس مقام پر پہنچ جائے۔ جہاں وہ خدا تعالیٰ کی قدرت خاص کا مشاہدہ کرسکے۔ جو بھی بات اس کی ماتحت ظاہر ہو۔ اس کا انکار نہ کرے۔ دیکھو سورج چاند کے مقابلہ میں نہیں چمکتا۔ لیکن اگر ایسا موقع آجائے۔ کہ سورج بھی چمک رہا ہو۔ اور چاند بھی۔ تو عقلمند اسی کو کہا جائیگا۔ جو یہ کہیگا کہ میں چاند کو بھی چمکتا دیکھ رہا ہوں۔ اور سورج کو بھی۔ مگر میں یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ ایسا کیوں ہے۔ یہ پہلے تجربہ کے خلاف ہے۔ مگر ہے ٹھیک۔

احمدی کیسے ہونگے پس میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ تمہیں ایسا ایمان حاصل ہو۔ کہ دنیا وی روکیں۔ تمہارے راستہ سے ہٹ جائیں۔ اور تمہارے ایمان کی بنیاد روئت پر ہو۔ تمہارے اندر قرب الی اللہ کی خواہش ہو۔ اور تمہارے سب کام اسی خواہش کے نیچے ہوں۔ جو نہ تو اسے ہٹا سکیں اور نہ اسکے ماتحت کام کرنے سے ہٹا سکیں۔

یہ بات اگر تم میں پیدا ہو جائے۔ تو تمہیں وہ درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جو مشاہدہ کا درجہ ہے۔ اور ایسی جماعت کیلئے پھر کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ کہ ٹھوکر کھا جائینگے۔ حضرت معین الدین چشتی حضرت شہاب الدین سہروردی اور دوسرے بزرگوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے مقابلہ میں امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام حنبلؒ اور ائمہ جو گذرے ہیں۔ یہ سب اہل اللہ تھے۔ اور ان سب کا روحانیت سے تعلق تھا۔ گو انہوں نے علوم کی مختلف شاخیں تقسیم کر لی تھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت میں بھی ایسے ہی لوگ پیدا ہوں۔

ایک ضروری نصیحت لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور بات بھی چاہتا ہوں۔ اور پچھلوں کی غلطی سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت میں جنید بغدادی اور ابن عربی معین الدین چشتی جیسے لوگ تو ہوں۔ مگر باتوں اس رنگ میں نہ کریں۔ جس رنگ میں انہوں نے اپنے وقت میں کسی وجہ سے کی تھیں۔ کیونکہ ان باتوں سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ پس ایسے لوگ ہوں تو سہی اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ ہونگے اور اب بھی ایسے ہیں۔ جن میں خدا تعالیٰ نے اس مقام پر پہنچنے کا مادہ رکھا ہے۔ مگر میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ کو ظاہری شریعت کے ماتحت رکھیں۔ تاکہ لوگ ٹھوکر نہ کھائیں۔

یہ غرض ہے میرے ان خطبوں کی۔ کہ تمہیں قرب الی اللہ کا ایسا درجہ حاصل ہو جائے۔ جس سے دنیا کی کوئی چیز تمہیں ہٹا نہ سکے۔

مسیح موعودؑ کی کتابوں کا امتحان دینے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کے امتحان کے سلسلے میں اس سال [illegible] حقیقۃ النبوۃ کا سالانہ جلسہ کے موقعہ پر امتحان ہوگا۔ اس وقت تک ہمارے پاس ۲۳ کے قریب درخواستیں پہنچ چکی ہیں۔ اور بھی جو لوگ شامل ہونا چاہیں۔ وہ دفتر تعلیم و تربیت میں بہت جلدی اطلاع بھیجدیں۔ ناظر تعلیم و تربیت

ایک انگریزی اخبار کے اجرا کی تجویز

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے استصواب اور حضور کی منشاء کے ماتحت تجویز کی گئی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم پر بھروسہ کر کے مرکز سلسلہ سے ایک انگریزی ہفتہ وار اخبار جاری کیا جائے۔ جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور اور زندگی بخش ارشادات آپ کی ایمان افزا نصائح اور معرفت بخشنے والے خطبات ان احباب کو پہنچائے جائیں۔ جو غیر ممالک میں سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ یا داخل ہونے والے ہیں۔ اور اس ذریعہ سے انگریزی خواں لوگوں میں جو ہر علاقہ اور ہر ملک میں پائے جاتے ہیں۔ تبلیغ احمدیت کی جائے۔ نیز ہندوستان کی موجودہ سیاسی حالت بھی اس بات کا تقاضا کر رہی ہے۔ کہ ہم اپنا نقطہ خیال وضاحت کے ساتھ پیش کریں۔ اور بتائیں کہ کیوں ہم گورنمنٹ کی وفاداری پر زور دیتے ہیں۔ اور بطور رعایا کس طور پر رہتے ہیں۔ اور اپنے طرز عمل کے متعلق گورنمنٹ اور حکام کے لئے صحیح معلومات براہ راست مہیا کریں۔

ان ضروریات کو جن کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ پورا کرنے کیلئے ایک عرصہ سے انگریزی اخبار کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اور یہ ضرورت دن بدن زیادہ بڑھ رہی ہے۔ اس لئے تجویز ہے۔ کہ بہت جلدی ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار جاری ہو۔ امید ہے۔ کہ احباب کرام اس تجویز کو بڑی خوشی سے منظور کرینگے۔ اور اسے کامیاب بنانے کیلئے پوری کوشش فرمائینگے۔ جو یہ ہے کہ انگریزی خواں احباب خود اس کی خریداری منظور فرما دیں۔ اور دوسرے احباب میں تحریک کر کے خریدار بنائیں۔ احباب جس قدر جلدی اور جس قدر زیادہ تعداد میں خریداری منظور فرمائینگے۔ اسی قدر جلدی اخبار جاری ہو سکیگا۔

چونکہ انگریزی اخبارات کے اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی قیمتیں بھی بھاری ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارا ارادہ ہے۔ کہ جس قدر بھی ممکن ہو۔ اور حالات اجازت دیں قیمت کم رکھی جائے۔ جو آٹھ روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ حجم فی الحال کم از کم آٹھ صفحہ اور سائز "الفضل" جتنا ہوگا۔

اخبار کے اجرا کے لئے چونکہ خریداروں کا معلوم ہونا بنیادی [illegible] اخراجات کی کمی پوری کی جا سکتی ہے اس لئے احباب کرام کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ بہت جلدی اپنی منظوری سے ایڈیٹر صاحب الفضل کو اطلاع فرما دیں اور کوشش کر کے دوسرے احباب کو بھی خریداری پر آمادہ کریں

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

قادیان میں سکنی زمین

۱۔ محلہ دارالرحمت میں ۱۲؍ فی مرلہ زمین فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ مگر قادیان کے قریب احمدیہ سٹور کے پاس نہایت عمدہ موقع کی زمین موجود ہے قیمت حسب موقعہ ۱۵؍ ۔ ۲۰؍ ۔ ۲۵؍ ۔ ۳۰؍ ۔ فی مرلہ ہے۔ ۲۔ محلہ دارالفضل شرقی میں ۱۲؍ فی مرلہ زمین مل سکتی ہے۔ نیز اس محلہ میں برلب سڑک کلاں یعنی سڑک موضع کھارا پر بھی جگہہ موجود ہے۔ قیمت ۲۰؍ فی مرلہ ہے۔ محلہ دارالفضل غربی میں جگہہ فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ ۳۔ محلہ دارالفضل شرقی کے جنوب مشرق میں سڑک موضع کھارا کے اوپر سالم کھیت قابل فروخت موجود ہے۔ خریدنے والوں کو سالم کھیت لینا ہوگا۔ اور رستے اپنے چھوڑنے ہونگے۔ کوئی کھیت پانچ کنال کا ہے۔ کوئی ساڑھے چار کا کوئی آٹھ کا وغیرہ وغیرہ موقع اچھا ہے۔ قیمت ۱۰؍ فی مرلہ ہے۔ نوٹ:۔ بڑی سڑک کے اوپر کسی موقع پر بھی دو کنال سے کم جگہہ نہیں دیجاتی۔ مگر اندرون محلہ دس مرلہ تک بھی جگہہ مل سکتی ہے۔ بلکہ استثنائی طور پر پانچ مرلہ بھی نیز اندرون محلہ بھی باقاعدہ رستے اور گلیاں چھوڑی جاتی ہیں۔ جہاں دوکانیں بن سکتی ہیں۔ شرح مقررہ ہے۔ قیمت نقد وصول کی جاتی ہے۔ جو درخواست کے ساتھ بھیجنی چاہیئے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ قیمت قسط وار جمع ہوتی رہے۔ پھر جب پوری قیمت جمع ہو جاوے تو جس جگہہ مناسب قطعہ خالی ہو مل سکتا ہے۔ اور تمام خریداروں کے ساتھ یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے واسطے جگہہ خریدیں۔ تجارت کرنا مقصود نہ ہو۔ اور نیز یہ کہ خریدنے کے بعد ایک سال کے اندر اندر کم از کم چار دیواری کی بنیادیں نکلوا کر اپنے حدود قائم کرلیں +

مرزا بشیر احمد قادیان

تجرید بخاری

اردو

۱۱؍ ۴؍

”صحیح بخاری“ اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے۔ مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کردی ہیں۔ پھر عن فلاں وعن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے۔ جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک زبیدیؒ نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا۔ اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ علمائے عرب و شام نے مصنف کو اس کی سندیں عطا کو فرمائیں اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ جسے دیکھکر ناظرین حیرت ہو جاتی ہیں۔ کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب۔ ماشاء اللہ ان کلام رسول مقبول صلعم کیلئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ تمام فرمائشیں بنام (مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹرہ دلیشاہ کے آنی چاہیئیں۔)

حجم سوا پانچسو صفحہ قیمت ۵؍ محصول ۸؍

عرق خضاب ۴۴/

اس کے واسطے صرف اسی قدر لکھنا کافی ہوگا کہ اس نسخہ کا عرق خضاب جو بالوں کو قدرتی کے مانند سیاہ کرتا ہے ساتھ ہی کسی مذہب کے خلاف کوئی جزو نہیں اور نہ ہی نزلہ پیدا کرتا ہے۔

عرصہ بیس سال سے

بڑی کامیابی کے ساتھ تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ ہزاروں سندات ہونے پر بھی اس پر کاربند ہوں۔ کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ایک دفعہ منگوا کر تجربہ کریں۔ دھوکہ بازی کو ہم مذہبی و اخلاقی و قانونی جرم سمجھتے ہیں۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ شیشی ارسال کیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنہ۔ علاوہ محصول پیکنگ

نوٹ:۔ ایک شیشی پر ۴ محصول اور چار شیشیوں پر ۵ ر

ایجنٹ محمد عالم مالک کارخانہ دستی اعجازی پریس
قادیان۔ پنجاب

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی پر معارف تقریر ۲/

ذکر الہی

اب نہایت خوبصورت جیبی تقطیع پر چھپ کر تیار ہے ۲ر

تبدیلی عقائد مولوی محمد علی

جس کی عرصہ سے مانگ تھی۔ اب دوبارہ مولوی محمد علی صاحب کے چالیس حوالجات کے ساتھ مع جواب الجواب چھپ گئی ہے ۲ر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا
عظیم الشان لیکچر لکھنو

اس میں انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ کی رائے مع ترجمہ اور اشتہار پیشگوئی حضرت صاحب اور رپورٹ جلسہ اعظم کے رپورٹروں کی آرا کا خلاصہ چھپ کر طیار ہے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ ہے۔ قیمت صرف ۲ر

کتاب گھر قادیان

قادیان میں جرمن کے ۴/

مشہور و معروف میکروں کی کپڑے سینے کی مشین مثلاً لیف۔ ڈرکوپ۔ گزر نقد قیمت پر بازار نرخ سے ملنے کا پتہ دریافت طلب امور کے لئے۔ ٹکٹ یا جوابی کارڈ۔

حمایل شریف اعجاز صنعت قابل دید ولایتی کاغذ پر ۴۰۰ صفحہ کی مجلد قیمت ۶ر۔

حمایل شریف عکسی مطبوعہ مطبع لندن مجلد تعداد صفحہ ۶۰۱ قیمت عہ/ محصول ڈاک بذمہ خریدار

نور الدین شیر محمد تاجران دار الامان (قادیان)

پیٹ کی جھاڑو ۴/

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود کا بتایا ہوا جو امراض شکم کے واسطے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ میرے والد صاحب نے ستر برس کی عمر تک استعمال کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوا ہے کہ قبض اور پیٹ کی صفائی کیلئے مفید ہے۔ بلکہ میں نے مرض القولنج میں جس مریض کو استعمال کرایا شفایاب ہوا۔ اس لئے کم سے کم یکصد گولیاں احباب کے پاس ہونی چاہئیں۔ جو ایسے موقعوں پر کام آویں صرف ایک گولی شب کو سوتے وقت کھانے سے قبض وغیرہ کی شکایت رفع ہوتی ہے۔ قیمت گولیاں فی سیکڑہ معہ محصول ڈاک عہ ۸

المشتہر۔ افضال محمد عزیز ہوٹل قادیان پنجاب

المخطبہ ۲/

ایک صاحب ضلع گورداسپور کے باشندہ قوم ارائیں عمر تخمیناً ۴۵ سال جن کے جسمانی قوائے نہایت مضبوط ہیں۔ نکاح کے خواہشمند ہیں پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اس سے اولاد وغیرہ (سوائے ایک لڑکی کے جو شادی شدہ ہے) کچھ نہیں ہے۔ اچھے آسودہ آدمی ہیں۔ دو مربعے اور چار گھماؤں زمین کے مالک قادیان میں مکان کیلئے دو کنال زمین بھی خرید چکے ہیں اور دو ہزار روپیہ اسٹور میں نقد جمع ہے۔ اس سے علاوہ زیور وغیرہ بھی کافی ہے۔ اور خود ضلع ملتان میں محکمہ نہر میں پٹواری ہیں۔ آدمی نہایت شریف اور مخلص احمدی ہیں۔ جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں۔ معرفت عامہ سے خط و کتابت کریں۔ بیوہ عورت شریف عمر زیادہ سے زیادہ ۳۰ سال تک ہو۔ ناظر امور عامہ

پٹواریان بندوبست کی ضرورت ۴۴/

از محکمہ جناب صاحب بہادر مہتمم بندوبست ریاست کپورتھلہ

ہم کو ایسے پٹواریان کی بندوبست کیلئے ضرورت ہے۔ جو پیمائش ہائے ترمیم و جدید سے بقاعدہ مربع بندی و کام کھیوٹ سے عمدہ واقف ہوں۔ تنخواہ ۱۵ سے ۲۰ روپیہ ماہوار تک دی جاوے گی۔ قابل تعریف کام کی صورت میں گرداور قانون گوئی وغیرہ تک ترقی بھی ہو سکتی ہے۔ درخواستیں مع اسناد کارکردگی بہت جلد آنی چاہئیں۔

سید عبد المجید مہتمم بندوبست کپورتھلہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبر ۱۰۳۵/۱۹۱۵ الف

اناج والوں اور آٹا کا نرخ !

اناج۔ دالوں اور آٹے کا نرخ جو مندرجہ بالا اعلان کے مطابق زیر شرائط متذکرہ براستہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی کی طرف جانے والے مال پر عاید ہوتی ہیں۔ ۳۱ مارچ ۱۹۲۲ء تک براستہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی سے آنے والے مال پر بھی عاید ہونگی۔

دفتر ٹریفک مینجر
لاہور
۲ دسمبر ۱۹۲۱ء

حسب الحکم
اے ٹی ستوول صاحب بہادر
ٹریفک مینجر

ہندوستان کی خبریں

شاہ انگلستان کو شاہ کابل کا تار دہلی۔ ۱۰ر دسمبر۔ امیر افغانستان نے ملک معظم کو تار دیا ہے۔ جس میں امید ظاہر کی ہے۔ کہ آئیندہ برطانیہ اور افغانستان کے تعلقات زیادہ قریبی ہو جائیں گے۔

بنارس ہندو یونیورسٹی میں فوجی تعلیم بنارس۔ ۲ر دسمبر۔ بنارس ہندو یونیورسٹی میں وائس چانسلر کے ایڈریس کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ ریڈنگ نے یونیورسٹی کو اس کی نمایاں ترقی پر مبارکباد دی اور پنڈت مدن موہن مالوی کی تعریف کرتے ہوئے اس امر کی منظوری دی کہ یونیورسٹی میں ٹیریٹوریل فوج کی ایک کمپنی کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔

لاہور میں سول احکام کی نافرمانی ۵۔ دسمبر کو صبح دس بجے سوتر منڈی سے سٹی کانگرس کمیٹی لاہور کے جیش (والنٹیرز) کا دستہ قومی گیت گاتا ہوا۔ شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں سے گذرا اور بزاز ہٹہ۔ سید مٹھا۔ لوہاری دروازہ وغیرہ سے ہوتا ہوا نیلے گنبد پر جاکر ختم ہوا۔ وہاں انھوں نے جلوس کو اپنے آپ منتشر کر دیا۔ اس تمام وقت میں پولیس سٹی کانگرس کمیٹی کے دفتر کے دروازہ پر متعین رہی۔

اخبار اکالی کے ایڈیٹروں کی رہائی سردار پرتاپ سنگھ بی اے ایڈیٹر اور گیانی ہیرا سنگھ جائنٹ ایڈیٹر "اکالی" ۴ر دسمبر کو ڈیرہ غازیخاں جیل سے رہا ہو کر ۵۔ دسمبر کو لاہور پہنچ گئے۔

ایک خان بہادر کی خودکشی کانپور کے ڈپٹی کلکٹر خان بہادر محمد علی صاحب نے کسی نامعلوم الکیفیت سبب سے خودکشی کر لی۔

سر ہنری ڈابس کی واپسی سر ہنری ڈابس ہالولا کو پشاور میں وارد ہوئے برطانی و افغانی اعزازی گارد نے ۱۳ توپوں کی سلامی سر کی۔ اس موقعہ پر خیبر کے مغرب میں دوبارہ حد بندی کی گئی۔ ... گز کا علاقہ باقاعدہ طور پر افغانستان کے حوالے کیا گیا۔

امرتسر میں سکھوں اور سادھوؤں میں فساد ۴ر ماہ دسمبر کو رات کے وقت امرتسر میں لوگ گرو کے باغ میں جمع ہو گئے۔ اتنے میں چند آدمی ہندو اور سکھ سادھوؤں کا بھیس بھرے ہوئے اکال تخت میں آگئے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ اور شک یہ ہوتا تھا کہ یہ بناوٹی سادھو ہیں۔ انھوں نے آکر ایک عورت کو زدوکوب کیا اس کے بعد یہ اس جگہ جانے لگے جہاں صرف وہی لوگ جا سکتے ہیں۔ جنہوں نے امرت چکھا ہوا ہو اس لئے انکو روکا گیا اس پر انہوں نے مزاحمت کرنے والوں کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ اکالشور سنکر چاروں طرف سے اکالی جمع ہو گئے۔ جن کو دیکھ کر یہ سادھو جیب ہو کر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد صاحب ڈپٹی کمشنر تین چار سو فوجی سپاہیوں اور دو مشین گنوں کو لیکر موقع پر پہنچ گئے۔ مگر ان کے استعمال کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

جتندر لال بیرسٹر کو دو سال کی قید کلکتہ ۷ر دسمبر۔ جتندر لال بینرجی جو ۳۰ر نومبر کو رام پور ہاٹ میں گرفتار کئے گئے تھے۔ ان کو آج چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت سے بالزام بغاوت دو سال قید سخت کی سزا ہوئی۔

پنڈت موتی لال کے خاندان کی گرفتاری لکھنؤ کا ایک تار مورخہ ۶ر دسمبر مظہر ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت جواہر لال نہرو۔ پنڈت شام لال نہرو۔ پنڈت موہن لال نہرو۔ جارج جوزف ایڈیٹر انڈی پنڈنٹ۔ پرشوتم داس ٹنڈن پریزیڈنٹ الہ آباد میونسپلٹی۔ سید کمال الدین جعفری۔ رویندر ناتھ پنڈت گوری شنکر مصر اور دیگر اصحاب کو الہ آباد میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اخبار انڈی پنڈنٹ پر مقدمہ چلیگا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ الہ آباد کے اخبار انڈی پنڈنٹ پر عدالت میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

سی آر داس کے خاندان کی گرفتاری کلکتہ ۷ر دسمبر۔ سی آر داس کے اکلوتے بیٹے چترنجن داس کی گرفتاری کے بعد آج دوپہر کے بعد مزید گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ گرفتار شدگان میں سی۔ آر داس کی بیوی۔ بہن اور بھتیجی بھی ہیں۔

مسٹر سی۔ آر داس کی بیوی کی رہائی کلکتہ ۸ر دسمبر۔ مسٹر سی آر داس کی بیوی اور ہمشیرہ اور ایک اور رشتہ دار جو کل بازار میں گرفتار ہوئی تھیں۔ کل بڑی رات گئے رہا کر دی گئیں۔ ان کو تنبیہ کر کے چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان عورتوں نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا تھا۔

ڈاکٹر ستیہ پال کو ایک سال قید ۹ر دسمبر کو ۱۰ بجے ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر گوربخش رائے گرفتار کئے گئے۔ اور دو بجے سے پہلے پہلے دونوں کو ایک ایک سال قید محض کی سزا دے دی گئی۔

غیر ممالک کی خبریں

وائنا میں ہولناک بلوہ وائنا۔ ۳ر دسمبر۔ ایک ہولناک بلوہ ہوا۔ لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوا۔ پارلیمنٹ کے باہر ۳۵ ہزار آدمیوں نے مظاہرہ کیا۔ بلوائیوں نے اندرون شہر قریباً تمام قہوہ خانوں پر حملہ کیا۔ متعدد دوکانیں برباد کیں۔ ہوٹلوں میں مقیم لوگوں کے کمروں میں گھس کر ان کا مال اسباب لوٹ لیا۔ آسٹریا کی کمیٹی تاوان کے صدر کی آنکھوں کے روبرو بلوائی اس کے کپڑوں تک لے گئے۔ چار سو گرفتاریاں ہوئی ہیں۔

شاہ نجد کی فتوحات کی تردید لندن۔ یکم دسمبر۔ کولونیل آفس کو یقین ہے۔ کہ یہ خبر صحیح نہیں ہے کہ ابن سعود نے حجاز کے دو شہر فتح کر لئے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ خبر اس وجہ سے مشہور ہوئی ہو کہ حال میں دو قبائل کے مابین جنگ ہوئی تھی۔ جو نہ تو شاہ حجاز کے ماتحت ہیں نہ سلطان نجد کے۔

پارلیمنٹ میں مسٹر گاندھی کو جلا وطن کرنے کی تجویز پارلیمنٹ میں مسٹر ڈبلیو ڈیوسین نے سوال کیا۔ کیا صاحب وزیر ہند گاندھی کو اس کی ریاست میں جلا وطن کرنے اور یہ دیکھنے کی مناسبت پر غور کریں گے۔ کہ آیا وہ ریاست ہی ان کے متعلق کارروائی کر سکتی ہے۔ یا نہیں۔

وزیر ہند نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

امریکہ میں ایک زہریلی گیس کی ایجاد لندن ۳ر دسمبر۔ واشنگٹن کے نامہ نگار آئندہ جنگ کے عظیم خطرات کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بالٹی مور واقع امریکہ کے قریب زہریلی گیس بنانے کا دنیا بھر میں سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ اس کارخانہ میں عارضی صلح کے وقت روزانہ دو سو ٹن گیس تیار ہوتی تھی۔ اب اس میں جارحانہ ایجادوں اور مدافعانہ ایجادوں کے لئے علیحدہ علیحدہ عملے رکھے گئے ہیں۔ اس میں ایک زہریلی گیس اس قسم کی تیار ہوئی ہے۔ جو ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر شہروں پر چھڑکی جا سکتی ہے۔

آئرلینڈ آزاد ہو گیا۔ لندن۔ ۶ر دسمبر۔ آئرلینڈ کا نام اب آئرش فری سٹیٹ (آئرلینڈ کی آزاد ریاست) ہوگا۔

۵ر تاریخ کو پہلے بادشاہ سلامت اور وزیر اعظم کے درمیان آئرلینڈ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد وزراء کی آئرش کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ اس کے بعد وزارت کی پھر آئرش کمیٹی اور سن فین نمائندوں کے درمیان ۴ گھنٹہ تک گفتگو ہوئی۔ ۱۲ گھنٹہ مسلسل یہ ساری کانفرنس ہوتی رہی۔